رسول اللہ ﷺ کی جامع دعائیں

عبدالرزاق بن عبدالمحسن البدر

(۱) رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

حدیث کی شرح "اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً..." (اے اللہ! اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما)

امام بخاری اور امام مسلم رحمہا اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "نبی کریم ﷺ کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی دعا یہ تھی: اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما، اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا)۔" (حوالہ: رواہ البخاری ۶۳۸۹، ومسلم ۲۶۹۰)

یہ دعا جامع ترین، عظیم ترین اور بلند پایہ دعاؤں میں سے ہے، جس نے دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کو جمع کر دیا ہے

یہ ان قرآنی دعاؤں میں سے ہے جن کا ذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حج کی آیات کے سیاق میں اہل ایمان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ [البقرة:۲۰۱]

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو دنیا اور آخرت میں بھلائی مانگنے پر مشتمل اس دعا کے ذریعے اسے پکارتے ہیں

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس دعا نے دنیا کی ہر بھلائی کو جمع کر لیا ہے اور ہر برائی کو دور کر دیا ہے۔

دنیاکی 'حسَنَة'(بھلائی) ہر دنیوی مطلوب کو شامل ہے، جیسے عافیت، کشادہ گھر، نیک بیوی، وسیع رزق، نفع بخش علم، نیک عمل، آرام دہ سواری، اور اچھی تعریف اس کے علاوہ مفسرین نے جو دیگر عبارات استعمال کی ہیں، ان میں کوئی تضاد نہیں ہے؛ کیونکہ یہ سب دنیا کی بھلائی میں شامل ہیں جہاں تک آخرت کی بھلائی کا تعلق ہے، تو اس کا اعلیٰ ترین درجہ جنت میں داخلہ اور اس کے لوازمات ہیں، جیسے محشر کے میدان کی سب سے بڑی گھبراہٹ سے امن، حساب کا آسان ہونا، اور آخرت کے دیگر معاملات اور آگ سے نجات کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں اس کے اسباب یعنی محرمات سے بچا جائے اور شہوات و گناہوں کو ترک کیا جائے۔" (حوالہ: تفسیر ابن کثیر ۵۵۸/۱)

یہ دعا دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کے لیے جامع ترین دعاؤں میں شمار ہوتی ہے، اسی لیے اس کی فضیلت اور عظمت کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، اور یہ نبی ﷺ کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی دعا تھی

جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ حدیث میں گزرا، اور صحیح مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے:
"حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی دعا مانگنا چاہتے تو اسی دعا سے مانگتے، اور اگر کوئی اور دعا مانگتے تو اس میں بھی اسے ضرور شامل کرتے"

ابو داؤد نے عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں رکنوں (رکن یمانی اور حجر اسود) کے درمیان یہ پڑھتے ہوئے سنا: ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾۔ (حوالہ: رواہ ابوداؤد ۱۸۹۲ و حسنہ الالبانی)

حبیب بن صہیبان الکاہلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ طواف کرتے ہوئے صرف یہی پڑھ رہے تھے: ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ

حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾، ان کا اس کے علاوہ کوئی اور ورد نہیں تھا۔" (اسے امام احمد نے 'الزھد' میں روایت کیا ہے)

محمد بن حسن الآجری رحمہ اللہ اپنی کتاب "مسائلۃ الطائفین" میں فرماتے ہیں: "مجھے طواف کرنے والوں میں سے وہ شخص سب سے زیادہ پسند ہے جو اللہ عزوجل کے سامنے خشوع کے ساتھ طواف کرے، اس کا دل اور زبان اللہ کی یاد سے جڑے ہوں، مخلوق سے الگ تھلگ ہو، سکون اور وقار کے ساتھ چلے، ہمیشہ ذکر اور طویل غور و فکر کرنے والا ہو، کبھی ڈرتا ہو اور کبھی امید رکھتا ہو

اگر وہ رکنین کے درمیان کہے: (رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً...)، تو اسے چاہیے کہ وہ اسے سمجھ کر، عاجزی اور محتاجی کے ساتھ کہے جو شخص اپنے طواف میں اس کیفیت کے ساتھ ہو، مجھے امید ہے کہ اللہ کریم اس کی دعا قبول فرمائے گا، اس کے آنسوؤں پر رحم فرمائے گا، فرشتوں کے سامنے اس پر فخر کرے گا، اور فرشتے اس کی دعا پر 'آمین' کہیں گے۔" (حوالہ: مسائلۃ الطائفین، ص ۲۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے دنیا میں ہی وہ سزا دے دے جو تو نے مجھے آخرت میں دینی ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "سُبْحَانَ اللهِ، تم اس کی طاقت نہیں رکھتے، تم نے یہ کیوں نہ کہا: اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"۔ (حوالہ: رواہ البخاری فی الادب المفرد ۷۲۷، وقال الالبانی: حسن صحیح)

صحیح مسلم میں بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں سے ایک شخص کی عیادت کی جو کمزور ہو کر چوزے جیسا ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: "کیا تم اللہ سے کوئی خاص دعا مانگتے تھے؟" اس نے کہا: جی ہاں، میں کہتا تھا: اے اللہ! جو سزا تو مجھے آخرت میں دینے والا ہے وہ مجھے دنیا

میں ہی جلد دے دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سبحان اللہ! تم اس کی طاقت نہیں رکھتے، تم نے یہ کیوں نہ کہا: اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ؟" راوی کہتے ہیں: پھر اس نے اللہ سے یہ دعا کی تو اللہ نے اسے شفا دے دی۔ (حوالہ: رواہ مسلم ۲۶۸۸)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس شخص کے آگ کے خوف اور اپنی عاقبت کی سلامتی کی محبت نے اسے دنیا میں سزا جلدی مانگنے پر ابھارا، لیکن وہ اس میں سخت غلطی پر تھا، یہ اس کی نیک نیتی، سلامتی اور دینداری کے باوجود ایک غلطی تھی۔" (حوالہ: مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ ۱۰/۶۹۳)

امام بخاری نے 'الادب المفرد' میں روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا گیا: "آپ کے بھائی آئے ہیں تاکہ آپ ان کے لیے اللہ سے دعا کریں۔" تو آپ نے کہا: "اللّٰهُمَّ اغفر لنا وارحمنا، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار" (اے اللہ! ہمیں بخش دے، ہم پر رحم فرما، اور ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور آگ کے عذاب سے بچا) انہوں نے مزید دعا کی درخواست کی، تو آپ نے پھر وہی دعا دہرائی اور فرمایا: "اگر تمہیں یہ عطا کر دیا گیا تو سمجھو تمہیں دنیا اور آخرت کی بھلائی مل گئی۔" (حوالہ: رواہ البخاری فی الادب المفرد ۶۳۳، وقال الالبانی: صحیح الاسناد)

امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "نبی ﷺ اس دعا کو کثرت سے اس لیے پڑھتے تھے؛ کیونکہ یہ ان جامع دعاؤں میں سے ہے جو دنیاوی اور اخروی تمام بھلائیوں کو سمیٹ لیتی ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ: اس میں 'حسنة' (بھلائی) کو دہرایا گیا ہے اور اسے نکرہ (Indefinite) لایا گیا ہے تاکہ تنوع پیدا ہو۔ علم المعانی میں یہ قاعدہ ہے کہ نکرہ کو جب دوبارہ لایا جائے تو وہ پہلے والے سے مختلف ہوتا ہے۔ لہٰذا، پہلی (دنیاوی) حسنات سے مراد: اطاعتوں کے حصول پر اللہ کی مدد اور توفیق ہے جو اللہ کے ہاں مقبول ہوں، اور دوسری (اخروی) حسنات سے

مراد: ثواب اور رضائے الٰہی ہے جو آخرت میں ملے گا اور ان کا یہ فرمانا ﴿وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ تکمیل کے لیے ہے، یعنی: جو کوتاہیاں اور نافرمانیاں ہم سے سرزد ہوئی ہیں، انہیں معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔" (حوالہ: شرح المشکاۃ للطیبی ۱۹۲۵/۶)

الفاظِ دعا کی تشریح اور فوائد:

﴿رَبَّنَا﴾ (اے ہمارے رب): یہ ایسی ندا ہے جو ربوبیت کے اقرار پر مبنی ہے اور الوہیت کی توحید کو لازم کرتی ہے

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "غور کرو کہ دعا کا آغاز اللہ کی ثناء اور مانگنے کے لیے لفظ 'اللّٰھُمَّ' کے ساتھ کیسے کیا جاتا ہے (جیسا کہ سید الاستغفار میں ہے)، اور خالص دعا میں 'الرَّبّ' کے لفظ کے ساتھ آغاز ہوتا ہے جیسے مؤمنین کا قول: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا﴾، آدم علیہ السلام کا قول: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا﴾، موسیٰ علیہ السلام کا قول: ﴿رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي﴾، نوح علیہ السلام کا قول: ﴿رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ...﴾، اور نبی ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان فرماتے تھے: 'رَبِّ اغْفِرْ لِي' اس کا راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی ربوبیت کے واسطے سے مانگا جا رہا ہے جو اس کی قدرت، بندے کی پرورش اور اس کے معاملات سنوارنے پر دلالت کرتی ہے، جبکہ ثناء (تعریف) عموماً اسماء حسنیٰ کے ساتھ آتی ہے۔" (حوالہ: بدائع الفوائد ۱۹۳/۲-۱۹۴)

﴿آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً﴾ (ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما): یہ دنیا کی تمام بھلائیوں کی جامع دعا ہے۔

دنیا کی بھلائیوں میں حلال رزق، کشادہ گھر، نیک بیوی، نیک اولاد، نفع بخش علم، نیک عمل، امن، اور اچھی تعریف شامل ہیں۔

مفسرین کا اس بھلائی کو کسی خاص چیز (جیسے نیک بیوی یا حلال رزق) کے ساتھ خاص کرنا صرف بطورِ مثال اور وضاحت کے ہے، اس سے مراد حصر (Limit) نہیں ہے، بلکہ دنیا کی تمام بھلائیاں اس میں داخل ہیں۔

﴿وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً﴾ (اور آخرت میں بھلائی): اس کا مطلب بخشش، رحمت، شفاعت، کامیابی، نجات اور بلند جنت کا حصول ہے۔

جیسا کہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آخرت کی بھلائیوں میں سب سے اعلیٰ درجہ جنت میں داخلہ اور محشر کی گھبراہٹ سے امن اور حساب کی آسانی ہے

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: دنیا کی بھلائی علم اور عبادت ہے، اور آخرت کی بھلائی جنت ہے۔

یہ بہترین تفاسیر میں سے ہے؛ کیونکہ دنیا کی سب سے بڑی بھلائی نفع بخش علم اور نیک عمل ہے۔" (حوالہ: مفتاح دار السعادۃ لابن القیم ۱/۱۲۱)

﴿وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا): یعنی ہم سے اس کا عذاب پھیر دے، اور ان اسباب (گناہوں) سے بچا جو بندے کو جہنم تک لے جاتے ہیں

اس دعا میں ﴿وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ کا اضافہ اس لیے کیا گیا؛ کیونکہ آخرت کی بھلائی (جنت) کا حصول کبھی آگ کے عذاب بھگتنے کے بعد بھی ہو سکتا ہے، اس لیے اس دعا میں صراحت کے ساتھ عذاب سے مکمل حفاظت مانگی گئی ہے۔

اس دعا میں ﴿آتِنَا﴾ اور ﴿قِنَا﴾ جمع کے صیغے کے ساتھ لایا گیا ہے۔

ابن القیم رحمہ اللہ کے مطابق اس میں رب کی وسعتِ مجد، اس کے بندوں کی کثرت، اور اس کی ہدایت کے محتاجوں کی کثرت کا اعتراف شامل ہے۔ (حوالہ: بدائع الفوائد ۲/۴۵۲)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا اور آخرت کی حسنہ کی تفسیر میں اقوال مختلف ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "دنیا کی بھلائی نیک عورت ہے، آخرت کی حوریں ہیں، اور آگ کا عذاب بری عورت ہے۔

حسن بصری نے فرمایا: "دنیا کی بھلائی علم و عبادت، آخرت کی جنت، اور آگ سے بچاؤ کا مطلب ہر شہوت اور گناہ سے بچنا ہے۔

بعض نے اسے صحت، کفایت، پاکدامنی سے تعبیر کیا ہے

لیکن خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ لفظ عام ہے اور اس کا تقاضا ہے کہ انسان کی دنیا اور آخرت کے تمام امور سنور جائیں

امام نووی فرماتے ہیں: "تفاسیر میں سب سے ظاہر قول یہ ہے کہ دنیا کی بھلائی صحت اور عافیت ہے، اور آخرت کی بھلائی خیر کی توفیق اور مغفرت ہے۔" (حوالہ: تحفۃ الذاکرین للشوکانی ص ۴۵۷)

امام قرطبی رحمہ اللہ نتیجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اور جس بات پر اکثر اہل علم متفق ہیں وہ یہ ہے کہ اس دعا سے مراد دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں ہیں؛ اور یہی صحیح ہے، کیونکہ یہ لفظ ان سب کا تقاضا کرتا ہے۔ ﴿حَسَنَةً﴾ دعا کے سیاق میں نکرہ ہے، لہٰذا یہ ہر بھلائی کا احتمال رکھتا ہے، اور آخرت کی بھلائی بالاجماع جنت ہے۔" (حوالہ: تفسیر قرطبی ۲/۴۳۲)